ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کتاب زادالمعاد فی ھدی خیر العباد کی روشنی میں، نماز میں امین باالجہر اور امین بالسر، رفع الیدین اور ترکِ رفع الیدین کے بارے میں امام ابن قیم الجوزیہؒ اور دیگر فقہاء کے فقہی آراء کا تحقیقی جائزہ

In the light of Book zaad ul-Ma'ad fi Hadi Khair-ul-Ibad, a thorough review of the jurisprudential opinions of Imam Ibn Qayyim al-Jawziyya and other jurists about Amin Baal-Jahar and Amin Balsar, Rifa ul-yadain and Tark Rifa ul-yadain in prayer

Atta ur Rahman
Ph.d Research scholar Qurtuba University of Science and Information Technology,Peshawar,Pakistn
Email:attaurrahman9@gmail.com
Dr.Zia ullah al azhari
Proffessor Deptt of Islamic Studies Qurtuba University of Science and Information Technology,Peshawar,Pakistn

Abstract

Imam Ibn Qayyim al-Jawziyya's book on the subject of the life of Tayyaba (peace and blessings of Allaah be upon him), full named "Zaad al-Ma'ad fi Hadi Khair al-Ibad", has a prominent position and characteristics in all the books. Because this book does not just mention events and circumstances, but it contains a comprehensive book on the life of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him), his night and day routines, habits, morals, attributes and battles. In fiqh issues, he first mentioned purity in terms of fiqh order, then mentioned prayer and its problems in worship. And we have tried to prove every problem with the Qur'an and the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him), the topic under discussion is that reciting ameen in prayer with a loud voice and reciting it slowly. Imam Ibn Qayyim al-Jawziyya often prefers the opinion of Imam Ahmad bin Hanbal in conflicting issues and sometimes establishes his opinion on fiqh issues. In the above issues, imam Shafi'i and Imam Ahmad bin Hanabal. Similarly, in the second issue, the jurists have preferred the opinion of the majority of the jurists against the ahanaf.

فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ قَالَ " آمِينَ " فَإِنْ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ وَقَالَهَا مَنْ خَلْفَهُ۔

ترجمہ: جب سورت فاتحہ سے فارغ ہوتے تو بلند اواز میں "آمین" کہتے اور آپ ﷺ کے پیچھے والے حضرات بھی کہتے۔

صورت مسئلہ: امام ابن قیمؒ نے اس عبارت سے ایک اختلافی مسئلہ آمین بالجہر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آمین جہری نمازوں میں جہراً پڑھنا سنت ہے اور سری نمازوں میں سراً پڑھنا سنت ہے۔

مسئلہ مذکورہ میں دیگر فقہائے امت کی آراء: مذکورہ مسئلہ میں فقہائے اُمت کے دو فریق ہیں۔

فریق اول: امام ابو حنیفہؒ، امام ثوریؒ اور امام مالکؒ کا ایک قول ہے کہ جہری نماز میں جہر کے ساتھ آمین نہ پڑھی جائے۔

فریق ثانی: امام شافعیؒ، امام احمدؒ، اسحاقؒ، ابن المنذرؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ آمین بالجہر پڑھنا سنت اور مستحب عمل ہے۔

مسئلہ مذکورہ میں فریق اول کی دلائل:

امام ابو حنیفہؒ، امام ثوریؒ اور امام مالکؒ کے ایک قول کے مطابق جہری نمازوں میں آمین بالخفیہ کہنا اولیٰ ہے۔ یہ حضرات اپنی مدعیٰ کو آیاتِ قرآنیہ اور آحادیث نبویہ ﷺ سے ثابت کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں(1)"ادعواربکم تضرعاًوخفية" (2) واذكر ربک فی نفسک تضرعا و خفية ۔(3) قال قد

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اجیبت دعوتکما[1]۔(1)اپنے رب کو عاجزی اور آہستگی سے پکارو۔(2)اور اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور آہستہ آواز سے یاد کیا کرو۔(3)تمہاری دعا قبول کرلی گئی۔

تو قرآن کریم کی ان آیاتِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آمین دُعا ہے اور دُعا میں اصل اور اولی اخفاء ہوتا ہے۔کیونکہ والسنة فی الدعاء الا خفاء[2] دُعاء میں سنت اخفاء ہے

دوسری دلیل: عن علقمه بن وائل عن ابیه ان النبی ﷺ قراء غیر المغضوب علیہم ولا لضالین فقال آمین، وخفض بہا صوته [3]۔علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غیر المغضوب علیہم ولا لضالین پڑھا۔اور پھر آمین پڑھ کر آواز کو آہستہ کیا۔

تیسری دلیل: عن ابی وائل قال کا ن عمر وعلی رضی الله عنہما لا یجہران ببسم الله الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولالتامین [4]۔یعنی عمر و علی رضی اللہ عنہما دونوں نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم، تعوذ اور آمین پہ جہر نہیں کرتے۔لیکن اس حدیث کے سند پر علمائے جرح والتعدیل نے بحث کیا ہے کہ اس حدیث کے سند میں سعید بن المرزبان البقال آیا ہے جو کہ ضعیف اور متروک راوی ہے ابن معینؒ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے لایکتب حدیثه۔اور امام بخاریؒ نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے [5]۔

چوتھی دلیل: عن علقمه ولاسود کلاهما عن ابن مسعود رضی الله عنه قال یخفی الامام ثلاثا التعوذ ،وبسم الله الرحمن الرحیم، وآمین[6]۔علقمہ اور اسود دونوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تین چیزیں امام آہستہ پڑھینگے، تعوذ، بسم اللہ الرحمن الرحیم، اور آمین۔

پانچویں دلیل: ابراہیم النخعی کا قول ہے۔ عن منصور عن ابراہیم قال خمس یخفہن ،سبحانک اللہم وبحمدک ،ولتعوذ ،وبسم الله الرحمن الرحیم ،و آمین،واللہم ربنا لک الحمد[7]۔

منصور نے ابراہیم النخعی سے نقل کیا ہے کہ امام پانچ چیزیں آہستہ کہے سبحانک اللہم وبحمدک، ولتعوذ، وبسم اللہ الرحمن الرحیم، وآمین، واللہم ربنا لک الحمد۔

چھٹی دلیل: کہ رسول اللہ ﷺ کا جہراً کہنا تعلیم کے لئے تھا اور یہ آپ ﷺ کا دائمی عمل نہیں تھا جیسے اس روایت میں حجر بن وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔عن ابی سکن حجر بن عنبس الثقفی قال سمعت وائل بن حجر الحضرمی یقول رایت رسول اللهﷺ حین فرغ من الصلوة حتیٰ رایت خده من هذا الجانب ومن هذا الجانب وقراء غیرالمغضوب علیہم ولاالضالین فقال آمین یمد بہا صوته ما اراه الا یعلمنا[8]۔

تو وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے جہر بالتامین اور آمین بالا خفاء دونوں قسم کے روایات نقل ہے لیکن جہاں آمین بالجہر کا ذکر ہے تو وہاں خود وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر نے جو آمین بلند آواز سے کہی تھی وہ ہمیں تعلیم دینے کے لئے تھا۔

دلائل فریق ثانی:

[1] القرآن۔7-55،205-10،-89
[2] بدائع الصنائع 207/1
[3] سنن الترمذی 27/2
[4] شرح المعانی الاثار 203/1
[5] شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ (المتوفی 748ء) میزان الاعتدال فی نقد الرجال 158/2
[6] ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید الاندلسی القرطبی الظاہری (المتوفی 456ھ) المحلی باالاثار 280/2
[7] مصنف عبدالرزاق الصنعانی 87/2
[8] أبو بِشْر محمد بن أحمد بن حماد بن سعيد بن مسلم الأنصاري الدولابي الرازي (المتوفى: 310ھ-) الکنی والاسماء للدولابی 610/2

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

آمین بالجہر کے لئے پہلی دلیل حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ عن وائل قال كان رسول الله ﷺ اذا قال ولاالضاين قا ل آمين ورفع بها صوته ،وفي لفظ ومد بها صوته وفي رواية فجهر بآمين[9]۔وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ولاالضالین پڑھتے تو بلند آواز سے آمین کہتے اور دوسری روایت میں ہےومد بها صوته کہ آمین کے ساتھ آواز کو کھینچتے اور ایک اور روایت میں فجهر بآمين کے الفاظ آئے ہے۔

یہ حدیث دو سند سے نقل ہوا ہے ایک شعبہؒ کی سند سے اور دوسرا سفیان ثوریؒ کی سند سے۔ شعبہؒ جو سلمہ بن کہیل سے روایت کرتے ہے تو اس میں وخفض بها صوته لفظ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آہستہ آمین کہی۔ اور سفیان ثوریؒ نے بھی سلمہ بن کہیل سے نقل کیا ہے تو اس میں مد بها صوته،اورفع بها صوته کے الفاظ آئے ہیں۔ فقہاء احناف شعبہؒ کی روایت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور روایت سفیان ثوریؒ کو ترک کر دیتے ہیں، حالانکہ فقہاء احناف کا اپنا ہی قاعدہ ہے کہ جب دو راویوں کے روایت میں اختلاف آجائے تو ترجیح ان میں سے زیادہ فقیہ کو ہو گی۔ اور ان دونوں میں سفیان ثوریؒ بالاتفاق شعبہؒ سے زیادہ فقیہ ہیں[10]۔ اسی طرح اس حدیث کے ذیل میں عبدالحق دہلویؒ لکھتے ہیں کہ ومد بها صوته اس میں ظاہری احتمال آمین بالجہر کی ہے کیونکہ باقی دیگر روایات اس پر دلیل ہیں جس میں رفع بها صوته کے الفاظ آئے ہیں لھذا یہ لفظ جہر کے معنی میں صریح ہے[11]۔

دوسری دلیل: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے قال كا ن رسو ل الله ﷺ اذا فرغ من قرائته ام القرآن رفع صوته بآمين[12]۔ کہ رسول اللہ ﷺ جب فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز بلند کرتے اور کہتے آمین۔

تیسری دلیل: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے عن النبي ﷺ ما حسدتكم اليهود ماحسدتكم على السلام والتامين[13] ۔ام عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود جتنا سلام اور آمین سے حسد کرتے ہیں اتنا کسی اور شے پر حسد نہیں کرتے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہودیوں کا صفت یہ ہے کہ وہ سلام اور آمین بالجہر پر سخت ناراض اور غصہ ہوتے ہیں تو جو کوئی اس پر غصہ ہو جاتے ہیں تو ان میں یہودیوں کا صفت موجود ہے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ اس شخص سے بہت ناراض ہو جاتے تھے جو آین بالجہر کو ناپسند کرتے وہ یہ فرماتے کہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ یہود کوئی اور شے پر بغض اور حسد نہیں کرتے جتنا کہ آمین بالجہر پہ کرتے ہے[14]۔

چوتھی دلیل: عن نعيم المجمر قال صليت وراء ابي ہريره فقراء بسم الله الرحمن الرحيم ثم قراء بام القرآن حتىٰ اذا بلغ غير المغضوب عليهم ولاالضالين فقال آمين ،فقال الناس آمين وفي آخره واذا سلم قال والذى نفسى بيده انى لاشبهكم صلاة برسول الله ﷺ [15]۔ نعیم المجمر فرماتے ہیں کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پھر فاتحہ پڑھی اور جب غير المغضوب عليهم ولاالضالين پر پہنچے تو آمین کہا پس لوگوں نے بھی آمین کہا۔ پھر اس حدیث کے آخر میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کی ہاتھ میں میری جان ہے بے شک میں نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تم سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔

آمین بالجہر پر تابعین کے اقوال:

[9] ترمذی 27/2، ابوداود 351/1، ابن ماجہ 278/1

[10] فتح القدیر شرح الہدایہ للکمال بن الہمام 311/1

[11] لمعات التنقیح شرح مشکاۃ المصابیح 144/3

[12] مستدرک للحاکم 223/1، السنن الکبریٰ 58/2

[13] سنن ابن ماجہ 39/2

[14] ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، التمہید لمافی موطا من المعانی والاسانید 15/7

[15] سنن النسائی دار المعرفۃ 471/2

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

پانچویں دلیل: عن عطاء قال امن ابن زبیر ومن ورائه حتیٰ ان للمسجد للجة[16]۔ عطاءؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان سے پیچھے مقتدیوں نے آمین اتنی بلند آواز سے پڑھی یہاں تک کہ مسجد گونج اُٹھی۔

چھٹی دلیل: عن عطاء بن ابی رباح قال ادرکت مائتین من اصحاب النبیﷺ فی هذاالمسجد- المسجدالحرام،اذا قال الامام ولاالضالین رفعوا اصواتہم بآمین[17]۔ عطاءبن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہ کرام کو اس مسجد (مسجد حرام) میں پائے ہے جب کبھی امام ولا الضالین کہتے تو وہ بلند آواز میں آمین کہتے

مسئلہ مذکورہ میں علمائے احناف کے اقوال:

علامہ ابن الھمامؒ فرماتے ہے ولوکان الی فی هذا شیئ لوقفت بان روایة الخفض یراد بہا عدم القرع العنیف وروایة الجہر بمعنیٰ قولہا فی زبر الصوت الخ[18]۔ کہ اگر فیصلہ میرے سپرد ہوتا تو میں یوں موافقت کرتا کہ آہستہ کہنے کے حدیث سے مراد یہ ہے کہ چلا کر نہ کہے اور جہر کی حدیث سے مراد درمیانی آواز ہے۔

ابن امیر الحاجؒ فرماتے ہے ورجح مشائخنا ما للمذہب بما لا یعری عن شیئ لمتاملہ فلا جرم ان قال شیخنا ابن الهمام(ولوکان الی فی هذا شیئ لوقفت بان روایة الخفض یراد بہا عدم القرع العنیف وروایة الجہر بمعنیٰ قولہا فی زبر الصوت)[19]۔ ہمارے مشائخ نے جن دلائل سے اپنے مذہب کو ترجیح دی ہے وہ تامل سے خالی نہیں اس لئے ہمارے شیخ ابن الھمامؒ نے فرمایا (کہ اگر فیصلہ میرے سپرد ہوتا تو میں یوں موافقت کرتا کہ آہستہ کہنے کے حدیث سے مراد یہ ہے کہ چلا کر نہ کہے اور جہر کی حدیث سے مراد درمیانی آواز ہے)۔ مولانا عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہے کہ واحادیث در جانب جہر بیشتر و صحیح تر آمدہ[20]۔ کہ آمین بالجہر کے جانب میں آحادیث زیادہ اور صحیح ہے. مولانا عبدالحہ لکھنویؒ فرماتے ہے کہ ولانصاف ان الجہر قوی من حیث الدلیل [21]۔ انصاف یہ ہے کہ جہراً آمین کہنا دلیل کے اعتبار سے قوی ہے۔

ترجیح:

محقق کے نزدیک جہری نماز باجماعت میں امین بالجہر پڑھنا راجح ہے۔ چند وجوہ کے بناء پر۔

وَرَوَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْمَوَاطِنِ الثَّلَاثَةِ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِينَ نَفْسًا، وَاتَّفَقَ عَلَى رِوَايَتِهَا الْعَشْرَةُ، وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُ خِلَافُ ذَلِكَ الْبَتَّةَ، بَلْ كَانَ ذَلِكَ هَدْيَهُ دَائِمًا إِلَى أَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا۔

ترجمہ: اور رفع یدین ان تین مواضع میں رسول ﷺ سے تقریبا تیس صحابہ سے مروی ہے اور دس (یعنی عشرہ مبشرہ) نے اس کی روایت سے اتفاق کیا ہے اور اس کے خلاف رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی سنت ہمیشہ یہی رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ دُنیا سے تشریف لے گئے۔

مسئلہ رفع الیدین:

امام ابن قیم الجوزیہؒ نے اس عبارت سے مسئلہ رفع الیدین کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میں مواضع ثلاثہ میں یعنی رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے بعد رفع الیدین کرنا سنت ہے اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل تھا یہاں تک کہ اس دارِ فانی سے رحلت کر گئے۔ اسی طرح آپؒ اعلام الموقعین عن رب العالمین میں بھی مختلف جگہوں ذکر فرمایاہے وانظر إلى العمل في زمن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - والصحابة خلفه وهم يرفعون أيديهم في الصلاة في الركوع والرفع منه، ثم العمل في زمن الصحابة بعده حتى كان عبد الله بن عمر إذا رأى من لا يرفع يديه حصبه، وهو

16 السنن الکبریٰ للبیہقی 85/2
17 السنن الکبریٰ 86/2
18 فتح القدیر 295/1
19 التعلیق الممجد علی موطا محمد 447/1
20 اشعۃ اللمعات فارسی 192/1
21 التعلیق الممجد علی موطا محمد 446/1

عمل كأنه رأي عين، وجمهور التابعين يعمل به بالمدينة وغيرها من الأمصار [22] ۔کہ آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں رکوع میں جاتے وقت اور کوع سے اُٹھنے کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔اور صحابہ کرام آپ ﷺ کے بعد بھی اسی پر عمل پیرا رہے، یہاں تک کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نظر جب کسی پر پڑتی اور وہ رفع یدین نہ کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے کنکر مارتے۔اور اس کا(رفع الیدین)ثبوت اتنا مضبوط ہے گویا کہ وہ اپنی انکھوں سے رسول اللہ ﷺ سے دیکھ لیتا ہے اور یہ جمہور تابعین کا مدینہ میں عمل رہا اور اس کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی۔

مسئلہ مذکورہ میں دیگر فقہاءاُمت کی آراء:

فقہاءاحناف کی رائے:

فقہ حنفی کی معتبر اور مستند کتابوں میں فقہائے احناف کی مسلک اس مسئلہ میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ رفع الیدین مواضع ثلاثہ میں سنت نہیں ہے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا چاہیئے [23]۔اس طرح ہدایہ میں مذہب حنفی اس طرح ذکر ہے کہ ولایرفع یدیه الا فی تکبیر ة الاولیٰ[24]۔کہ تکبیر اولی کے علاوہ ہاتھ نہ اُٹھائے۔

جمہور فقہاءاُمت کی رائے:

مسئلہ مذکورہ میں امام شافعیؒ،امام احمد بن حنبلؒ،امام مالکؒ اور امام ابو ثورؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ رفع الیدین مواضع ثلاثہ میں سنت ہے [25]۔اس طرح امام شافعیؒ فرماتے ہیں:اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ ہر نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد،مرد ہو یا عورت سب نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کریں الخ[26]۔

فقہائے احناف کی دلائل اور ان کی تنقیح:

مسئلہ مذکورہ میں فقہائے احناف مندرجہ ذیل آحادیث سے اپنی مدعیٰ ثابت کرتے ہیں۔

پہلی دلیل: حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے عن وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه قال قال عبد الله مسعود الا أُصلی بکم صلاة رسول اللهﷺ فصلیٰ فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة [27]۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اگاہ ہو جاؤ!بے شک میں تمہیں رسول اللہ ﷺ ان کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں یہ کہہ کر نماز پڑھی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو صرف ایک مرتبہ اٹھایا پھر نہیں اُٹھایا۔

حدیث مذکورہ کی راویوں کی تنقیح:

امام نوویؒ شرح المھذب میں فرماتے ہیں کہ یہ امام بیہقیؒ نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں لم یثبت عندی حدیث ابن مسعود ۔اور امام بخاری نے کتاب رفع الیدین میں اس کی تضعیف امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے [28]۔

---

[22] اعلام الموقعین عن رب العالمین 285/2

[23] بدائع الصنائع 207/1

[24] ہدایہ 52/1

[25] ابن رشد ابوالولید محمد بن احمد بن رشد المتوفی 595ھ،بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد ناشر دار الحدیث قاہرہ 1420/1

[26] الام للشافعیؒ 126/1

[27] سنن ترمذی 42/2

[28] المجموع شرح المھذب 403/3

اس حدیث کے بارے میں ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق عبداللہ بن المبارکؒ نے فرمایالایثبت هذا الحديث ۔کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے،اور امام ابوداودؒ فرماتے ہیں کہ ليس بصحيح ۔یہ صحیح نہیں ہے اور ان دونوں کے علاوہ دیگر نے کہاہے کہ لم يسمع عبدالرحمن من علقمه کہ عبدالرحمن نے علقمہ سے سماع نہیں کیاہے[29]۔

اسی طرح علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ان سفيان مدلس وعنعة المدلس لايحتج بها الا ان يثبت سماعه بطريق آخر[30]۔کہ سفیان ثوریؒ مدلس ہے اور مدلس کی روایت سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی ہے مگر جب دوسری طریق سے سماع ثابت ہو یعنی عنعنہ کے بغیر۔

امام ابوداودؒ فرماتے ہیں هذا مختصر من حديث طويل وليس هو صحيح على هذا للفظ[31]۔کہ یہ ایک لمبی حدیث سے مختصر کیا گیاہے لیکن یہ اس لفظ کیساتھ صحیح نہیں ہے۔

دوسری دلیل: حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کاہے قال كان النبیﷺ اذا كبر لافتتاح الصلاة رفع يديه حتىٰ يكون ابهاماه قريباًمن شحمتى اذنيه ثم لايعود[32]۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر یہاں تک کہ کان کے لو تک قریب کئے اور پھر اس طرح یعنی رفع یدین دوبارہ نہیں کرتے۔

حدیثِ مذکورہ کے سند پر علماء جرح وتعدیل کے اقوال:

اس حدیث کے سند میں ایک راوی یزید بن ابی زیاد ہے جس پر آئمہ حدیث نے ضعیف اور شیعہ ہونے کا قول کیاہے۔ابن سعد نے کہاہے کہ يزيد بن ابى زياد ،ويكنىٰ اباعبدالله مولىٰ عبدالله بن الحارث بن نوفل الهاشمى وكان ثقة فى نفسه الا انه اختلط فى آخرعمره فجاء بالعجائب[33]۔کہ یزید بن ابی زیاد جس کا کنیہ ابوعبداللہ ہے اور یہ عبداللہ بن الحارث بن نوفل الھاشمی کے آذاد کردہ غلام تھے فی نفسہ وہ ثقہ تھے لیکن آخری عمر میں ان پر اختلاط آیا تھا تو وہ عجائب بیان کرتے تھے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ وہ کوفی علماء میں سوء حفظ میں مشہور تھا،اور یحیی بن سعیدؒ فرماتے ہے کہ ليس بالقوى،عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں ارم به اور شعبہؒ فرماتے ہیں کان يزيد بن ابى زياد رفاعا۔کہ زید بن ابی زیاد رفاع (موقوف روایات کو مرفوع بنادینے والا) تھا[34]۔

اسی طرح یزید بن ابی زیاد نے یہ روایت اختلاط کے بعد بیان کیاہے جیسا کہ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہے،حدثنا ابن عيينة، قال: حدثنا يزيد بن أبي زياد بمكة، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء بن عازب، قال: رأيت النبي - صلى الله عليه وسلم - إذا افتتح الصلاة رفع يديه۔ قال سفيان، فلما قدم يزيد الكوفة سمعته يحدث بهذا الحديث، وزاد فيه: ثم لم يعد، فظننت أنهم لقنوه.[35]

کہ ہمیں یزید بن زیاد نے مذکورہ حدیث مکہ میں اس طرح بیان کیا کہ اس میں ثم لايعود کا لفظ نہیں تھا لیکن جب یزید کوفہ کو آئے تو پھر انہوں نے اس میں ثم لايعود کا اضافہ کیا۔جب میں نے تفشیش کی تو کوفہ والوں نے ان کو یہ لفظ سیکھایا تھا۔

---

[29] ابن الجوزی جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی التوفی 597ھ،التحقیق فی مسائل الخلاف 335/1

[30] القسطلانی احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک التوفی 923ھ،ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری 286/1

[31] ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی 272/1

[32] شرح معانی الآثار 196/1

[33] ابن سعد ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی التوفی 230ھ،الطبقات الکبریٰ طبع العلمیہ 330/6

[34] میزان الاعتدال 423/4

[35] لابن حبان، کتاب الجروحین من المحدثین 451/18

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

فقہائے احناف کی تیسری دلیل حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے حَدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍعَنْ حَمَّادٍ عن ابراہیم عن علقمه عن عبد الله قال صليت مع رسول الله ﷺ و ابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلاۃ[36]۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ،ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی اور انہوں نے صرف نماز کے شروع میں پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کیا۔

حدیث مذکورہ کا تحقیقی جائزہ:

اس حدیث کے بارے میں ابو جعفر محمد بن عمرؒ فرماتے ہیں کہ اس کے سند میں محمد بن جابر راوی آیا ہے حالانکہ ایوب بن جابر اور محمد بن جابر دونوں بھائی ضعیف ہیں وکان ایوب بن جابر و محمد بن جابر لیسا بشیئ[37]۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں هذا ابن جابرایش حدیثه هذامنكر انكره جداً[38]۔یہ محمد بن جابر ہے اس کی حدیث کیا ہے یہ منکر حدیث ہے میں اسے سخت منکر سمجھتا ہوں۔

اس طرح ابن جوزیؒ فرماتے ہیں قال یحیی لیس بشیئ وقال الفلاس متروک الحدیث[39]۔

چوتھی دلیل: ابراہیم عن الاسود قال رایت عمر بن خطاب یر فع یدیه فی اول تکبیر ۃ ثم لایعود[40]۔

ابراہیم النخعیؒ،اسودؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دیکھا کہ شروع نماز میں رفع یدین کرتے تھے اور پھر دوبارہ نہیں کرتے۔

یہ روایت صحیح ہے۔لیکن امام حاکمؒ نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے اور شاذ روایت پر دلیل نہیں پکڑی جاسکتی ہے اور نہ صحیح مرفوع روایات کا مقابلہ کر سکتی ہے[41]۔

پانچویں دلیل:عن ابوبکر النهشلی قال ثنا عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیا رضی الله عنه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة من الصلاة ثم لایرفع بعد[42]۔عاصم بن کلیبؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے اور دوبارہ ایسا نہیں کرتے۔

اس روایت کے بارے میں عثمان الدارمیؒ فرماتے ہے کہ یہ اثر ضعیف اور منکر ہے[43]۔امام علی المدینیؒ عاصم بن کلیبؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لایحتج به اذا انفرد[44]۔کی عاصم بن کلیبؒ جب منفرد ہو تو پھر وہ حجت نہیں ہے۔

چھٹی دلیل:عن ابراہیم النخعی قال کان عبدالله بن مسعود رضی الله عنه لایرفع یدیه فی شیئ من الصلوٰت الا فی الافتتاح۔ابراہیم النخعی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس روایت کے سند پر اشکالات کی گئی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ 32ھ میں وفات ہوئے ہیں۔اور ابراہیم النخعیؒ 50ھ میں پیدا ہوئے ومات بعد موت الحجاج باربعة اشہر۔اور حجاج بن یوسف کے وفات کے چار مہینے بعد وفات پا گئے[45]۔لہذا اس روایت کے سند میں انقطاع ہے اور قابل استدلال نہیں ہے۔

---

36 ابو یعلی الموصلی احمد بن علی بن المثنیٰ المتوفی 307ھ،مسند ابو یعلی الموصلی 453/8

37 ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی المکی متوفی 322ھ،الضعفاء الکبیر للعقیلی 113/1

38 ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل المتوفی 241ھ،العلل و معرفۃ الرجال 373/1

39 الموضوعات لابن جوزی 97/2

40 شرح معانی الآثار 227/1

41 نصب الرایہ 405/1

42 شرح معانی الآثار 225/1

43 سنن الکبریٰ للبیہقی 80/2

44 نصب الرایہ 354/2

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ساتویں دلیل: عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول الله ﷺ فقال ما لی اراکم رافعی ایدکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاة[46]۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں شریر گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ اُٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں نماز میں سکون کیا کرو۔

لیکن اس روایت سے ترکِ رفع الیدین کی دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ اس روایت کا تعلق تشہد سے ہے نہ کہ قیام کے ساتھ۔ اس لئے تمیم بن طرفہ کی یہی حدیث اختصار کے ساتھ مسند احمد میں ہے جس میں وهم قعود کے الفاظ ہیں[47]۔ اس کی مزید وضاحت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے کہ کنا اذا صلینا مع رسول اللهﷺ قلنا السلام علیکم ورحمة الله السلام علیکم ورحمة الله واشار بیده الی الجانبین فقال رسول الله ﷺ عَلامَ تومؤن بایدکم کانها اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یده علی فخذ ثم یسلم علی اخیه من علی یمینه ،وشماله[48]۔ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز با جماعت پڑھتے تھے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے۔ اور ہاتھ سے دونوں جانب اشارہ کیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح کے اشارے کیوں کرتے ہو جیسے وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہو تم میں سے ہر ایک کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو اپنی ران پر رکھے، پھر اپنے بھائی (نمازی) پر دائیں اور بائیں جانب سلام کہے۔

فریق ثانی کے دلائل:

اثبات رفع الیدین کے آحادیث بہت زیادہ ہے جن میں سے بعض یہ ہے۔

پہلی دلیل: عن ابن عمر رضی الله عنه رایت رسول الله ﷺ اذا قام فی الصلوة رفع یدیه حتیٰ تکونا حذامنکبیه وکان یفعل ذلک اذا رفع راسه من الرکوع ویقول سمع الله لمن حمده ولایفعل ذلک فی السجود[49]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور پھر اسی طرح رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت کرتے۔ اور سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے۔

حدیث مذکورہ کا تنقیح:

اس حدیث کے سند پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس حدیث کے سند میں عبید اللہ نامی راوی آیا ہے اور وہ شیعہ ہے تو یہ روایت قابل عمل نہیں ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہے کہ عبید اللہ بالکل ثقہ راوی ہے[50]۔ امام نسائی اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی عبید اللہ کو ثقہ راوی قرار دیا ہے[51]۔ اس طرح یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ خود رفع الیدین نہیں کرتے تھے تو جب راوی اپنے روایت کے خلاف عمل کرے تو یہ منسوخ ہونے کی دلیل ہے لہذا رفع الیدین منسوخ ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری اور جزء رفع الیدین میں صحیح سند کے ساتھ نافعؒ کا روایت نقل کیا ہے عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ " إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ

[45] ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب 28/6۔ 178/1

[46] مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیری المتوفی 261ھ، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ، 322/1

[47] مسند احمد۔ 93/5

[48] صحیح مسلم 322/1

[49] صحیح بخاری 148/1

[50] تقریب التہذیب 373/1

[51] تہذیب الکمال فی اسماء الرجال 128/19 ص

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ [52]۔نافع فرماتے ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے تو اللہ اکبر پڑھ کر رفع الیدین کرتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ رکوع کو جاتے وقت رفع یدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ پڑھنے کے بعد رفع یدین کرتے۔

دوسری دلیل: حدیثِ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کا ہے عن ابی قلابة انه رای مالک بن الحویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه ، وحدث ان رسول الله ﷺ صنع هکذا[53]۔ابو قلابہ سے نقل ہے کہ انہوں نے مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو نماز کرتے ہوئے دیکھا کہ تکبیرِ تحریمہ کرتے وقت رفع الیدین کیا اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کیا اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔ تو اس حدیث میں رفع یدین مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے عملاً اور مرفوعاً دونوں ثابت ہوا۔

تیسری دلیل: حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ فرماتے ہے کان رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلاة کبر ثم جعل یدیه حذو منکبیه واذا رکع فعل مثل ذلک واذا سجد فعل مثل ذلک ولایفعله حین رافع راسه من السجود واذا قام من الرکعتین فعل مثل ذلک[54]۔کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھا کر تکبیر پڑھتے اور رکوع کو جاتے وقت اور سجدہ کرتے وقت رفع یدین کرتے اور سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت ایسا نہیں کرتے اور جب تیسری رکعت کے لئے اُٹھتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

چوتھی دلیل حدیث ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کا ہے أخبرني محمد بن عمرو بن عطاء، قال: سمعت أبا حميد الساعدي، في عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم أبو قتادة، قال أبو حميد: أنا أعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالوا: فلم؟ فوالله ما كنت بأكثرنا له تبعا ولا أقدمنا له صحبة، قال: بلى، قالوا: فاعرض، قال: " كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم يكبر حتى يقر كل عظم في موضعه معتدلا، ثم يقرأ، ثم يكبر فيرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم يركع ويضع راحتيه على ركبتيه، ثم يعتدل فلا يصب رأسه ولا يقنع، ثم يرفع رأسه، فيقول: سمع الله لمن حمده، ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه معتدلا، ثم يقول: الله أكبر ثم يهوي إلى الأرض فيجافي يديه عن جنبيه، ثم يرفع رأسه ويثني رجله اليسرى فيقعد عليها، ويفتح أصابع رجليه إذا سجد، ويسجد ثم يقول: الله أكبر، ويرفع رأسه ويثني رجله اليسرى فيقعد عليها حتى يرجع كل عظم إلى موضعه، ثم يصنع في الأخرى مثل ذلك، ثم إذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه كما كبر عند افتتاح الصلاة، ثم يصنع ذلك في بقية صلاته حتى إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخر رجله اليسرى وقعد متوركا على شقه الأيسر قالوا: صدقت هكذا كان يصلي صلى الله عليه وسلم [55]

ترجمہ حدیث: محمد بن عمرو بن عطا سے روایت ہے کہ میں نے ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ کرام کے درمیان جن میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے کہتے ہوئے سنا، کہ میں آپ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے جانتا ہوں لوگوں نے کہا وہ کیسے؟ اللہ کی قسم آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے تھے اور نہ ہم سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں آئے تھے تو ابو حمید نے فرمایا۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے (لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز اچھی طرح یاد ہے) اس لوگوں نے کہا پیش کرو۔ ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے بالمقابل (برابر) اٹھاتے پھر تکبیر کہتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے مقام پر سیدھی ہو جاتی پھر آپ قرات کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے مقابل کر لیتے پھر رکوع کرتے اور دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور رکوع میں پیٹھ اور سر سیدھا رکھتے سر کو نہ زیادہ جھکاتے اور نہ ہی پیٹھ سے بلند رکھتے، پھر اپنا سر اٹھاتے اور "سمع الله لمن حمده" کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ سیدھا کھڑے ہو کر انہیں اپنے دونوں کندھوں کے مقابل کرتے پھر اللہ اکبر کہتے پھر (سجدہ کرتے ہوئے) زمین پر گرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پیر کو موڑتے اور اس پر بیٹھتے اور جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں پیر کی

---

[52] صحیح بخاری 148/1
[53] صحیح بخاری 148/1
[54] صحیح ابن خزیمہ 366/1
[55] سنن ابی داود 194/1

انگلیوں کو کھلا رکھتے اور سجدہ کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پیر موڑتے اور اس پر بیٹھتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آجاتی پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے پھر جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے برابر لے جاتے جس طرح کے نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہا تھا پھر اپنی بقیہ نماز میں بھی اسی طرح کرتے یہاں تک کہ جب اس سجدہ سے فارغ ہوتے جس میں سلام پھیرنا ہوتا، تو اپنے بائیں پیر کو اپنے داہنے پیر کے نیچے سے نکال کر اپنی بائیں سرین پر بیٹھتے تو اس پر لوگوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے۔

اس حدیث کے ذیل میں امام یحییٰ بن یحیی فرماتے ہے کہ من سمع هذا الحديث ثم لم يرفع يديه يعنى اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فصلاته ناقصة[56]۔ کہ جس نے یہ حدیث سنی اور پھر ان تین جگہوں میں رفع یدین نہ کی تو ان کی نماز ناقص ہے۔

پانچواں دلیل: قال أبو إسماعيل محمد بن إسماعيل السلمي: " صليت خلف أبي النعمان محمد بن الفضل فرفع يديه حين افتتح الصلاة وحين ركع وحين رفع رأسه من الركوع "، فسألته عن ذلك، فقال: " صليت خلف حماد بن زيد فرفع يديه حين افتتح الصلاة وحين ركع وحين رفع رأسه من الركوع " فسألته عن ذلك، فقال: " صليت خلف أيوب السختياني فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع "، فسألته، فقال: " رأيت عطاء بن أبي رباح يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع "، فسألته، فقال: " صليت خلف عبد الله بن الزبير، فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع "، فسألته، فقال عبد الله بن الزبير ": صليت خلف أبي بكر الصديق رضي الله عنه فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع " وقال أبو بكر: صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم، " فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع [57]

ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو نعمان محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کیا اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت بھی رفع یدین کیا، میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حماد بن زید کی اقتداء میں نماز ادا کی، انہوں نے نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کیا تو میں نے ان سے کی متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ایوب سختیانیؒ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے بھی نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ اور میں بھی ان سے یہی دریافت کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے عطاء بن ابی رباحؒ کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ بھی نماز کے شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ عطاء بن ابی رباحؒ فرماتے ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ بھی نماز کے شروع میں اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔

چھٹی دلیل: حدثنا إبراهيم بن طهمان، عن أبي الزبير، أن جابر بن عبد الله، " كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع فعل مثل ذلك، ويقول: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل مثل ذلك " ورفع إبراهيم بن طهمان يديه إلى أذنيه [58]

ابراہیم بن طہمان نے ابو زبیر سے نقل کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرے اور جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا کرتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا اور راوی ابراہیم بن طہمان نے اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھائے۔

ترجیح:

محقق کے نزدیک نماز میں رفع الیدین کرنا اولیٰ اور مستحسن عمل ہے۔ مندرجہ ذیل وجوہ کے بناء پر۔

---

[56] ابن خزیمہ 324/1

[57] السنن الکبریٰ للبیہقی 107/2

[58] سنن ابن ماجہ 46/2

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

1۔ایک یہ کہ آحادیثِ رفع الیدین صحیحین کے ہیں یعنی بخاری اور مسلم کے روایات سے ثابت ہے۔

2۔اسی طرح ترکِ رفع الیدین کے روایات صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

3۔اور کسی صحابی سے بھی صحیح سند سے ترکِ رفع الیدین ثابت نہیں۔

4۔آحادیثِ رفع الیدین حدِ تواتر کو پہنچی ہے۔

5۔ عملِ صحابہ سے بھی رفع الیدین صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔

6۔امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہے: ولذی یرفع احب الی ممن لایرفع فان آحادیث الرفع اکثر اثبت[59]۔کہ جو رفع الیدین کرتے ہے مجھے زیادہ پسند ہے اس سے جو رفع الیدین نہیں کرتے کیونکہ آحادیثِ رفع الیدین زیادہ بھی ہے اور ثابت بھی ہے۔

[59] حجۃ اللہ البالغہ 1/2